حدیث ادب میں مجہول صیغہ سے استدلال

عرفان خالد ڈھلّوں*

مسلمانوں کے حدیث ادب (Literature) سے آگاہ ہر صاحب علم یہ تسلیم کرے گا کہ اس فن میں مسلمان تمام اقوامِ عالم میں ممتاز ہیں۔ کسی دوسری قوم کے پاس حدیث جیسا فنِ علم نہیں ہے۔ اس فن کا مرکز ومحور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ مسلمانوں نے اپنے ایمانی جذبہ سے اور انسانی ممکنات کے تحت تحقیق واحتیاط کی انتہائی بلندیوں کو چھوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہر روایت کو حدیث ادب میں محفوظ کیا ہے۔

حدیث کا معنی ومفہوم:

عربی زبان میں لفظ حدیث کا ایک معنی جدید اور نئی چیز کا آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: ہم دورانِ نماز سلام اور ضرورت کی باتیں کرلیا کرتے تھے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز ادا فرمارہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ مجھے اپنی پرانی اور نئی باتوں کی فکر ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا فرما چکے تو آپ نے فرمایا:

”إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُحدِثُ مِنْ اَمرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ أَحْدَثَ أَنْ لاَ تُكَلِّمُوْا فِيْ الصَّلٰوةِ.“ (۱)

”اللہ تعالیٰ جب چاہتے ہیں نیا حکم اتار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نیا حکم دیا ہے کہ تم دورانِ نماز باتیں نہ کرو۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔

عربی لغت میں حدیث کا ایک معنی بات چیت اور گفتگو کا بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ایک روایت کا حصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ.“ (۲)

”تم بدگمانی سے بچو، اس لیے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے۔“

اصطلاح میں حدیث کی تعریف کرتے ہوئے عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:

” الحديث فی اصطلاح جمهور المحدثين يطلق علی قول النبی صلی الله عليه وسلم و فعله و تقريره و معنی التقرير انه فعل احد او قال شيئا فی حضرته صلی الله عليه وسلم و لم ينكره ولم ينهه عن ذلك بل سكت و قرر وكذلك يطلق الحديث علی قول

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر/ چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور، پاکستان

This document was created by an application that isn’t licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

الصحابی و فعله و تقریره وعلی قول التابعی و فعله و تقریره" (۳).

"جمہور محدثین کی اصطلاح کے مطابق حدیث کا اطلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ تقریر کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی نے کوئی فعل سرانجام دیا، یا کوئی بات کہی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند یا منع نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور اسے برقرار رکھا۔ اسی طرح صحابی اور تابعی کے قول، فعل اور تقریر پر بھی حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباس کی روشنی یہ معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک حدیث کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کے علاوہ صحابی اور تابعی کا قول، فعل اور تقریر بھی حدیث میں شامل ہے۔ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ قول، فعل اور تقریر کے علاوہ وصفِ خَلقی اور وصفِ خُلقی بھی حدیث کہلاتا ہے۔

نور الدین عتر لکھتے ہیں:

" ما اضیف الی النبی صلی الله علیه وسلم من قول او فعل او تقریر او وصف خلقی او خُلقی او اضیف الی الصحابی او تابعی" (۴).

"حدیث سے مراد وہ قول، فعل، تقریر یا وصفِ خَلقی یا وصفِ خُلقی ہے جس کی اضافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا کسی صحابی یا کسی تابعی کی طرف ہو۔"

حدیث ادب کے راویانِ اوّل:

انسانوں کے جس سلسلہ سے دین اسلام کی تمام روایات ہم تک پہنچی ہیں اس کی پہلی کڑی حضرات صحابہ کرامؓ ہیں۔ وہ دین کے راویانِ اوّل ہیں۔ اس سلسلہ کی دوسری کڑی حضرات تابعین کرامؒ ہیں۔ اس سے روایتِ دین میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت عمران بن حُصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلاَ أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ قَرْنَيْنِ أَوْ ثَلاثًا" (۵)

"میری امت میں سب سے بہتر زمانہ میرا ہے، پھر اُن کا جو اُن کے بعد متّصل ہوں گے، پھر اُن کا جو اُن کے بعد متّصل ہوں گے۔ راوی حضرت عمرانؓ نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے بعد دو مرتبہ قرن فرمایا تھا یا تین مرتبہ۔"

ابوالمظفر سمعانیؒ (م ۴۸۹ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م-۸۵۲ھ) نے لکھا ہے: یہاں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ مراد لیے ہیں (۶)۔

ابوزکریا محی الدین نوویؒ (م-۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیرالقرون یعنی تمام زمانوں سے بہتر ہے اور اس سے مراد صحابہ کرامؓ ہیں (۷)۔ صحابہ کرامؓ کے بعد حضرات تابعین کا زمانہ ہے۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

موضوعِ بحث کی تحدید:

حدیث ادب کی قانونی وفقہی طور پر بہت اہمیت ہے۔اس سے منصوص احکام حاصل ہوتے ہیں۔ان احکام کا ایک مسلمان کی زندگی میں اہم کردار ہے۔اس کی دنیوی اوراخروی زندگی پر یہ احکام گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ان سے حلال وحرام اور جائز وناجائز کے بارے میں شارع کا ارادہ معلوم ہوتا ہے۔مزید یہ کہ احادیث سے غیر منصوص مسائل کے احکام مستنبط ہوتے ہیں۔حدیث ادب میں اوامر ونواہی موجود ہیں۔ان اوامر ونواہی میں سے بعض مجہول صیغوں میں ہیں۔

زیرنظر مضمون کا عنوان علمی اعتبار سے اپنے پہلو میں وسعت رکھتا ہے۔حدیث ادب کے ذخیرہ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں مجہول صیغوں کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی ہے،صحابہ کرامؓ نے بھی اپنی روایات میں مجہول صیغے استعمال کیے ہیں اور تابعین کی روایات میں بھی ایسا ملتا ہے۔ان تمام صورتوں کو اس مختصر مضمون کے دامن میں سمیٹ لینا ممکن نہیں ہے۔اس لیے فی الحال مضمون کے مباحث کو حضرات صحابہ کرامؓ تک محدود کیا ہے۔صحابہ کرامؓ نے اپنی روایات میں اوامر ونواہی کے جن مجہول صیغوں کا ذکر کیا ہے، ان کی حیثیت ونوعیت اور کسی حکم کے اثبات میں ان صیغوں سے استدلال پر بحث زیرنظر مضمون کا ہدف ہے۔

صحابہ کرامؓ سے مروی مجہول صیغے:

حدیث ادب کی روایات اوامر ونواہی پر بھی مشتمل ہیں۔اوامر ونواہی پر دلالت کرنے والی روایات میں فاعل یعنی آمر اور ناہی موجود ہوتا ہے۔ایسی رویات ہیں بھی جن میں آمر یا ناہی موجود نہیں ہوتا یعنی فاعل محذوف ہوتا ہے۔یہ روایات صیغہ مجہول میں ہوتی ہیں۔صیغہ مجہول کو عربی زبان میں نائب الفاعل کہتے ہیں۔

حدیث ادب میں بہت سی ایسی روایات ہیں جن کے راویٔ اوّل یعنی صحابی نے اپنی روایت میں اَمر یا نہی کا مجہول صیغہ استعمال کیا ہے۔ایسے صیغہ سے کسی فعل کے کرنے کا حکم تو ثابت ہوتا ہے مگر اس کا حکم دینے والا یعنی آمر متعین نہیں ہوتا۔اسی طرح ایسے صیغہ سے کسی فعل کو نہ کرنے کا حکم تو ثابت ہوتا ہے لیکن اس کا حکم دینے والا یعنی ناہی واضح نہیں ہے۔ان روایات میں آمر یا ناہی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کون ہے۔

مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت اُمِ عطیہؓ نے روایت کیا ہے:

"كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَّخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ حَتّٰى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتّٰى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُوْنَ بِدُعَآئِهِمْ يَرْجُوْنَ بَرَكَةَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتِهِ."(۸)

''ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ روزِ عید (نمازِ عید ادا کرنے کے لیے) گھر سے نکلیں۔یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں بھی اپنے پردوں سے باہر نکلتیں اور حائضہ خواتین بھی نکلتیں۔وہ مَردوں کے پیچھے رہتیں،ان کی تکبیروں کے ساتھ تکبیرات کہتیں اوران کی دعاؤں کے ساتھ دعا کرتیں۔وہ اس دن کی برکت اوراس کی پاکی کی امید رکھتیں۔''

صحیح بخاری ہی میں حضرت انسؓ کی ایک روایت ہے:

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

"أُمِرَ بِلالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَنَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الإقَامَةَ إِلَّا الإِقَامَةَ" (۹).

"حضرت بلالؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ اذان میں جُفت کلمات کہیں اور اقامت میں، سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃِ کے، طاق کہیں۔"

امام بخاریؒ (م-۲۵۶ھ) نے حضرت سہل بن سعدؓ کی یہ روایت درج کی ہے:

"كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ أَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلٰوةِ" (۱۰)

"لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ دورانِ نماز آدمی دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھے۔"

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

" نُهِيَ أَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا" (۱۱)

"آدمی کو کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا گیا تھا۔"

صحیح بخاری میں حضرت اُمِ عطیہؓ کی روایت ہے:

"كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَلَا نَكْتَحِلَ وَلَا نَتَطَيَّبَ وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَّقَدْ رَخَّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا فِيْ مَحِيْضِهَا فِيْ نُبْذَةٍ مِّنْ كُسْتِ اَظْفَارٍ وَّ كُنَّا نُنْهٰى عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ" (۱۲)

"ہمیں کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کی ممانعت کی جاتی تھی مگر شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کا حکم تھا، اور ہم سرمہ اور خوشبو نہ لگاتیں اور سوائے عصب کے کوئی اور رنگ والا کپڑا نہ زیب تن کرتیں، اور جب ہم میں سے کوئی حیض سے پاک ہو جاتی تو اسے کست اظفار خوشبو کی اجازت دی گئی تھی، اور ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے سے منع کر دیا گیا تھا۔"

حضرت اُمِ عطیہؓ کی ایک اور روایت صحیح بخاری میں ہے:

" نُهِيْنَا عَنْ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا" (۱۳)

"ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا تھا اور اسے ہمارے لیے ضروری نہیں قرار دیا گیا تھا۔"

سنن ابن ماجہ میں حضرت اُبی بن کعبؓ کے الفاظ ہیں:

" إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الإِسْلَامِ ثُمَّ أُمِرْنَا بِالْغُسْلِ بَعْدُ" (۱۴)

"شروع اسلام میں رخصت تھی (کہ اِکسال (۱۵) کی صورت میں غسل واجب نہیں تھا)، پھر ہمیں غسل کا حکم دیا گیا۔"

صحابہ کرامؓ کے مجہول صیغوں سے استدلال:

حدیث ادب میں سے جو چند روایات اوپر درج کی گئی ہیں ان میں راوی نے اَمر و نہی کے مجہول صیغے استعمال کیے

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں: کُنَّا نُؤْمَرُ :ہمیں حکم دیا جاتا تھا،اُمِرَ بِلَالٌ :حضرت بلالؓ کو یہ حکم دیا گیا، کَانَ النَّاسُ یُؤْمَرُوْنَ :لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا، نُھِيَ :منع کیا گیا، کُنَّا نُنْھَی :ہمیں منع کیا جاتا تھا،نُھِیْنَا :ہمیں منع کیا گیااور اُمِرْ نَا :ہمیں حکم دیا گیا۔ان سب مجہول صیغوں میں حکم تو موجود ہے لیکن حکم دینے والا یعنی آمر مجہول ہے۔ان روایات میں اس بات کی صراحت موجود نہیں ہے کہ حکم دینے والا کون ہے۔ان روایات میں استعمال کیے گئے مجہول صیغوں کی شرعی حیثیت کیا ہے،کیا یہ کسی شرعی حکم کے اثبات میں حجت ہیں اور کیا ان روایات سے احتجاج کیا جائے گا؟اس بارے میں علمائے اصول فقہ کے دو مکاتب فِکر ہیں:

مجہول صیغوں کو حجت تسلیم نہ کرنے والوں کے دلائل:

اصولیین کا ایک گروہ حدیث ادب میں موجود روایات کی اس قسم کو مرفوع (۱۶) تسلیم نہ کرتے ہوئے حجت نہیں مانتا۔اس گروہ میں حنفی اصولیین میں سے ابو الحسن کرخیؒ (م-۳۴۰ھ)، ابوبکر جصاصؒ (م-۳۷۰ھ)، ابو زید بزدویؒ (م-۴۸۲ھ)،شمس الائمہ سرخسیؒ (م-۴۹۰ھ)، مالکی علماء میں سے قاضی ابوبکر باقلانیؒ (م-۴۰۳ھ)،شافعی علماء میں سے ابوبکر صیرفیؒ (م-۳۳۰ھ)، ابوبکر اسماعیلیؒ (م-۳۷۰ھ)، ابوالمعالی امام الحرمین جوینیؒ (م-۴۷۸ھ) اور ظاہری مذہب میں سے ابومحمد ابن حزمؒ (م-۴۵۶ھ) وغیرہ شامل ہیں (۱۷)۔

ان علماء کے اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اصل یہ ہے کہ انسان ذمہ داری سے بری ہے۔اسے کسی ایسے لفظ سے ذمہ دار نہیں بنایا جاسکتا جو وجوب اور غیر وجوب کے درمیان متردّد ہے۔کسی شرعی حکم کا مکلّف بنانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو ایسے صیغے سے مخاطب کیا گیا ہو جو واضح طور پر وجوب پر دلالت کرے۔اگر صیغہ کے الفاظ اپنی دلالت میں واضح نہیں ہیں تو ان سے بیک وقت وجوب اور عدم وجوب دونوں کا استدلال کیا جاسکتا ہے۔لہٰذا ایسے صیغہ سے وجوب کا حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

۲۔ مجہول صیغۂ اَمر میں آمر کے تعین سے متعلق احتمال پایا جاتا ہے۔اس بات کا احتمال ہے کہ اُمِرْ نَا (ہمیں حکم دیا گیا) سے مراد: إِنَّ اللّٰـهَ اَمَرَنَـا (بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا) ہو اور یہاں یہ احتمال بھی برقرار ہے کہ اس سے مراد اِمام یعنی حکمران اور اُمّت ہو،یعنی حکمران نے ہمیں حکم دیا، یا اُمت نے ہمیں حکم دیا۔

۳۔ جب راوی صحابی اپنی روایت میں اُمِرْ نَا استعمال کرے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم مراد نہیں لیا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قران مجید میں ذکر کیا ہے۔اسی طرح مطلق لفظ: اُمِرْ نَا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی قطعی طور پر مراد نہیں لیا جاسکتا۔اس لیے کہ یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور ذات حکم دینے والی ہو جس ذات کی پیروی راوی صحابی پر لازم ہے،جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ،حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ میں سے کوئی خلیفہ راشد۔

مثلاً قرآن مجید میں ہے:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ

This document was created by an application that isn’t licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (۱۸)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحبِ حکم ہیں اُن کی بھی۔ پھر اگر تمہارا کسی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیر دو، اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہت اچھی بات ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔''

مندرجہ بالا قرآنی نص تین آمروں کی اطاعت لازم قرار دینے پر دلالت کر رہی ہے: اللہ تعالیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ولی الأمر یعنی حکمران۔ پس اَمر کا اجراء صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس میں ولی الأمر بھی شامل ہے۔ اسی طرح مطلق نہی یعنی کسی فعل کی ممانعت کا معاملہ ہے۔ ان تمام احتمالات کی موجودگی میں کسی مجہول صیغۂ اَمر یا مجہول صیغۂ نہی کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ ایک مجہول صیغہ میں یہ احتمال ہے کہ راوی صحابی نے اس صیغہ کے اَمر یا نہی ہونے کا گمان کیا، حالانکہ وہ صیغہ اَمر یا نہی نہ ہو۔

۵۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی یہ عادت مبارکہ بھی تھی کہ وہ جب کوئی حکمِ نبوی روایت کرتے تو اس کی اضافت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرتے اور ساتھ ہی یہ صراحت بھی کر دیتے تھے کہ یہ اَمر یا نہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے۔

مثلاً سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا:

'' اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ'' (۱۹)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا قسم دینے والے کو سچا کرنے کا یعنی اس کی بات تسلیم کر لینے کا۔''

امام ابن ماجہؒ (م-۲۷۳ھ) نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی یہ روایت درج کی ہے:

''كُنَّا نَشْتَرِى الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ جِزَافًا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيْعَهُ حَتَّى نَنْقُلَهُ مِنْ مَكَانِهِ'' (۲۰)

''ہم سواروں سے اناج خریدتے تھے ڈھیر کے ڈھیر یعنی بغیر ماپے اور بغیر تولے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسے بیچنے سے منع کیا جب تک ہم اسے اس کی جگہ سے کہیں اور منتقل نہ کر لیں۔''

۶۔ ابن ابی شیبہؒ (م-۲۳۵ھ) نے اپنی تالیف المصنّف میں یہ روایت درج کی ہے:

'' عَنْ حَنْظَلَةَ السَّدُوْسِى قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: كَانَ يُؤْمَرُ بِالسُّوْطِ فَتُقْطَعُ ثَمَرَتُهُ، ثُمَّ يُدَقُّ بَيْنَ حَجَرَيْنِ ثُمَّ يُضْرَبُ بِهِ، فَقُلْتُ لِأَنَسٍ: فِيْ زَمَانِ مَنْ كَانَ هَذَا؟ قَالَ: فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ'' (۲۱)

''حنظلہ سدوسی بصریؒ نے بیان کیا کہ انھوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ سنا: کوڑا لانے کا حکم دیا جاتا

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تو (شاخ) کے پھلوں کو توڑا جاتا پھر اسے دو پتھروں کے درمیان کوٹا جاتا پھر اس سے (مجرم کو) مارا جاتا۔ حنظلہ ؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: یہ کس کے زمانہ میں ہوتا تھا؟ حضرت انسؓ نے فرمایا: حضرت عمرؓ کے زمانہ میں۔''

اس سے واضح ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ اپنی روایت میں جب اَمر یا نہی کا صیغہ مطلق طور پر بیان کرتے تو اس سے ان کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہیں ہوتا تھا۔ وہ مطلق لفظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اضافت مراد نہیں لیتے تھے۔ جب یہ احتمال موجود ہے تو پھر مطلق اَمر یا نہی کا تعیّن بغیر دلیل کے نہیں ہوگا۔ ایسا اَمر یا نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قطعی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے راوی صحابی کی طرف مضاف کیا جائے گا۔ ایسی روایت محض قولِ صحابی ہے، لہٰذا یہ حجت نہیں ہے۔

ابوالسعادات ابن اثیرؒ (م-۶۰۶ھ) کے مطابق ایسی مطلق روایت اس صورت میں حجت نہیں ہے جب وہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے علاوہ کسی اور راوی صحابی کا قول ہو۔ اگر اس کے راوی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں تو وہ قطعی طور پر مرفوع ہے۔ ایسا قول اس لیے مرفوع ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اور شخص حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو حکم نہیں دے سکتا تھا۔

ابن اثیرؒ مزید فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ تمام لوگوں کے لیے صاحبِ اَمر و نہی بنے تھے۔ تمام مسلمانوں نے آپ کو اپنا آمر و ناہی حکمران تسلیم کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اُمِرْ نَا (ہمیں حکم دیا گیا) جیسے مجہول صیغے اسی وقت کہے تھے جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کسی کام کا حکم دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے اَمر یا نہی کے حضرت ابوبکر صدیق ؓ پابند نہیں ہوا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک اس عالم رنگ و بو میں حیات رہے اس زمانہ میں اور اس کے بعد کے دور میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے علاوہ دیگر حضرات بھی امیر مقرر کیے گئے تھے۔ لہٰذا مجہول صیغۂ اَمر و نہی کی اضافت اُن اُمراء کی طرف کرنا بھی جائز ہے (۲۲)۔

یوں ابوالسعادات ابن اثیرؒ کے مطابق اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ کوئی اور راوی صحابی مجہول صیغۂ اَمر و نہی اپنی روایت میں استعمال کرے تو ایسے صیغہ سے احتجاج نہیں کیا جا سکتا۔

مجہول صیغوں کو حجت ماننے والوں کے دلائل:

جمہور جن میں علمائے اصولِ فقہ اور علمائے حدیث شامل ہیں، ان کے نزدیک راوی صحابی کی ایسی روایت جس میں اَمر یا نہی کا صیغہ مجہول ہو وہ حجت ہے۔ ایسے مجہول صیغہ کی اضافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی اور اس روایت کو مُسْنَد (۲۳) اور مرفوع تسلیم کیا جائے گا۔ اس مجہول صیغۂ اَمر و نہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی آمر اور ناہی مراد ہیں، خواہ راوی صحابی نے اَمر یا نہی سے متعلق مجہول صیغہ والا یہ قول حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اسے روایت کیا ہو۔

ان جمہور علماء کے اہم دلائل مندرجہ ذیل ہیں (۲۴):

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۔ تمام حضرات صحابہ کرامؓ عادل ہیں۔ **الصحابة كلهم عدول** ۔عدالت صحابہؓ سے مراد یہ ہے کہ ان کی ذات ہر قسم کی جرح وتعدیل سے بالا ہے۔ دین میں ان کی روایت اور شہادت من وعن قبول کی جائے گی (۲۵)۔صحابہ کرامؓ اہلِ زبان تھے۔ بظاہر وہ اَمر ونہی کے صیغے اس وقت تک نہیں کہتے تھے جب تک وہ تحقیق اور یقین نہیں کر لیتے تھے اور اُن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد واضح نہیں ہو جاتی تھی ۔اس لیے یہ احتمال ضعیف ہے کہ راوی صحابی نے جسے اَمر یا نہی گمان کیا، وہ اَمر یا نہی نہ ہو۔

۲۔ صحابہ کرامؓ نے حیاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا۔اس مبارک عہد سے قرب کی بنا پر وہ حضرات یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَوامر ونواہی کے لیے استعمال کرتے تھے۔لہٰذا اِن الفاظ کو استعمال کے عرف پر محمول کیا جائے گا۔

جیسے صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی یہ روایت ہے:

"أُمِرَ بِلالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَنَ وَأَنْ يُّوتِرَ الإِقَامَةَ إِلَّا الإِقَامَةَ "(۲۶)

"حضرت بلالؓ کو حکم دیا گیا کہ اذان میں جُفت کلمات کہیں اور اقامت میں سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے، طاق کہیں۔"

کسی شخص نے حضرت انس بن مالکؓ سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ انہوں نے اپنی روایت میں اَمر کا جو مجہول صیغہ استعمال کیا ہے اس میں آمر یعنی حکم دینے والا کون ہے۔صحابہ کرامؓ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہی آمر ہے۔

۳۔ جب تک کوئی قرینہ اور دلیل اس کے برعکس دلالت نہ کرے، اُمِرْ نَا (ہمیں حکم دیا گیا) اور نُھِینَا (ہمیں منع کیا گیا) کے مطلق صیغے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوں گے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ شرعی امور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہی آمر اور ناہی ہے۔

۴۔ اُمِـرْنَا اور نُھِـیْـنَا جیسے صیغوں کی اضافت صرف اس ذات کی طرف ہوسکتی ہے جو اَوامر اور نواہی میں انسانی مصالح اور فوائد کا علم رکھتی ہو۔ کن چیزوں میں انسانوں کے لیے مصلحت ہے اور کن چیزوں میں ان کے لیے فائدے ہیں، یہ علم اللہ تعالیٰ کے بعد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے۔آپ کے علاوہ کوئی اور شخص اَوامر ونواہی میں پوشیدہ انسانی مصالح وفوائد کو نہیں جانتا۔

۵۔ اَمر اور نہی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے صادر ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ جو شخص اَمر یا نہی دیتا ہے وہ ایک مبلّغ اور مخبر ہے، اس کی حیثیت اور مرتبہ ایک آمر یا ناہی کا نہیں ہے۔

۶۔ راوی صحابی کا اپنی روایت میں ایسے مجہول صیغہ کو استعمال کرنے کا مقصد شرعی امور میں سے کسی کے اثبات یا عدم اثبات پر حجت و دلیل قائم کرنا ہوتا ہے۔ وہ مجہول صیغہ کو محض خبر دینے کے لیے استعمال نہیں کرتا۔لہٰذا ایسی روایت میں مجہول صیغہ کی اضافت کسی ایسی ذات کی طرف کرنا ہوگی جس کا قول حکم ہو، جس کے قول سے دلیل لی جاتی ہو، جو

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

احکامِ شریعت صادر کرتی ہو اور جو ذات واجب اتباع ہو۔ یہ حجت انسانوں میں سے صرف رسول اللہ ﷺ کے اَمر اور نہی ہی سے ہوسکتی ہے۔ ایسا مجہول صیغہ اس ذات کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا جس کا قول حجت و حکم نہ ہو۔

۷۔ جو شخص کسی حکمران کا اطاعت گزار اور اس کی طرف سے اَوامر ونواہی کا اعلان کرنے والا ہو، وہ اگر یہ کہے: أُمِرْنَا بِكَذَا (ہمیں اس چیز کا حکم دیا گیا) اور نُهِيْنَا عَنْ كَذَا (ہمیں اس چیز سے منع کیا گیا) تو اس سے حکمران کا اَمر و نہی سمجھا جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ ان کے اقوال: أُمِرْنَا بِكَذَ (ہمیں اس چیز کا حکم دیا گیا) اور نُهِيْنَا عَنْ كَذَا (ہمیں اس چیز سے منع کیا گیا) وغیرہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اَمر اور نہی سمجھا جائے گا۔

۸۔ ایسے مجہول صیغہ سے اللہ تعالیٰ کا اَمر اور نہی مراد نہیں لیا جاسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اَوامر ونواہی کسی ایک صحابی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ سب صحابہؓ میں معروف تھے۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَوامر ونواہی کے بارے میں ایسا نہیں ہے۔ بعض صحابہؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا اور بعض ان اَوامر ونواہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سن سکے تھے۔

۹۔ اَمر و نہی والے مجہول صیغہ کی اضافت کسی خلیفہ راشد، کسی والی یا کسی امیر کی طرف بھی نہیں ہوسکتی۔ وہ سب حکمران صاحبِ شریعت نہیں تھے۔ ایسے صیغہ میں ان کا آمر اور ناہی ہونے کا احتمال بعید ہے۔ اَمر و نہی کے مطلق صیغہ کو اس ذات کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جسے اَمر ونہی کا اختیار حاصل ہو۔ ایسی صاحبِ اختیار شخصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۰۔ ایسے مجہول صیغہ میں آمر اور ناہی کی اضافت اُمّت مسلمہ کی طرف بھی نہیں ہوسکتی۔ تمام صحابہ کرامؓ بھی امت مسلمہ میں شامل ہیں۔ أُمِرْنَا بِكَذَا (ہمیں اس چیز کا حکم دیا گیا) اور نُهِيْنَا عَنْ كَذَا (ہمیں اس چیز سے منع کیا گیا) میں تمام صحابہ کرامؓ کی طرف اشارہ ہے۔ صحابہ کرامؓ خود کو حکم نہیں دے سکتے تھے۔ مزید یہ کہ ایک صحابی کا قول دوسرے صحابی پر حجت نہیں ہے۔

۱۱۔ مجہول صیغہ والی روایت میں کسی احتمال سے انکار نہیں، لیکن ظاہر میں یہی ہے کہ اگر غیر نبی کی طرف اضافت کا قرینہ موجود نہ ہو، یا اس کی وضاحت و بیان نہ ہو تو پھر ایسی روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہوگی۔ لیکن جب صحابی نے ایسی روایت دلیل اور حجت کے طور پر پیش کی ہے، تو ظاہر متعیّن ہوجاتا ہے اور احتمال ختم ہوجاتا ہے۔

۱۲۔ یہ بات کہ اگر ایسی روایت مرفوع ہے تو صحابی نے یوں کیوں نہ کہا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)، أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا) یا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا) وغیرہ وغیرہ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنی روایات میں احتیاط کے طور پر اس طرح کے قطعی الفاظ استعمال نہیں

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کیا کرتے تھے۔

ان کی احتیاط کا تو یہ عالم تھا کہ وہ کسی حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کرتے ہوئے روایت کرتے تو یہ فرمایا کرتے تھے: ''یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''۔ حضرت انس بن مالکؓ کے آزاد کردہ غلام ابن سیرینؒ (م-۱۱۰ھ) نے حضرت انس بن مالکؓ کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے تو گھبرا جاتے اور فرماتے: ''یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' (۲۷)۔

عمرو بن میمونؒ (م۷۵ھ) نے بتایا: میں بلاناغہ ہر شام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس جاتا تھا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے کبھی نہیں سنا کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''۔ پھر ایک دن ان کی زبان سے نکل گیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' تو سر جھکا لیا، آنکھیں بھر آئیں، گردن کی رگیں پھول گئیں اور فرمانے لگے: ''اس سے کچھ کم فرمایا، یا زیادہ یا اس کے قریب یا اس کے مشابہ'' (۲۸)۔

حدیث ادب میں صحابہ کرامؓ کی ایسی روایات ملتی ہیں جن میں صحابہ کرامؓ نے بعض دیگر مجہول صیغے بھی استعمال کیے ہیں مثلاً: أُوجِبَ عَلَيْنَا (ہم پر واجب کیا گیا)، حُرِّمَ عَلَيْنَا (ہم پر حرام کیا گیا)، أُبِيحَ لَنَا (ہمارے لیے مباح کر دیا گیا)، حُظِرَ لَنَا (ہمارے لیے ممنوع قرار دیا گیا) اور رُخِّصَ لَنَا (ہمیں رخصت واجازت دی گئی)۔

مثلاً صحیح بخاری میں حضرت اُم عطیہؓ سے مروی ایک روایت جو اوپر گزر چکی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:

" وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا إِغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ" (۲۹)

''جب ہم میں سے کوئی عورت حیض سے پاک ہوتی تو ہمیں کُست اظفار (خوشبو) کی اجازت دی گئی تھی۔''

صحیح مسلم میں حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

" وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الأَظْفَارِ وَنَتْفِ الإِبِطِ وَحَلْقِ العَانَةِ أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً" (۳۰)

''ہمارے لیے معیاد مقرر کی گئی مونچھیں کترنے، ناخن کاٹنے اور بغل اور زیر ناف کے بال مونڈنے کی کہ ہم ان کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔''

حنفی عالم اصول فقہ علاء الدین سمرقندیؒ (م-۵۵۲ھ) نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ أُوجِبَ عَلَيْنَا كَذَا (ہم پر یہ واجب کیا گیا)، حُرِّمَ عَلَيْنَا كَذَا (ہم پر یہ حرام کیا گیا) اور أُبِيحَ لَنَا كَذَا (ہمارے لیے یہ مباح کیا گیا) وغیرہ میں مُوجِب یعنی کسی چیز کو واجب کرنے والے، مُحَرِّم یعنی کسی چیز کو حرام قرار دینے والے اور مُبِيح یعنی کسی چیز کو مباح کرنے والے، سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں (۳۱)۔

شافعی مذہب کے مشہور اصولی ابوالمظفر سمعانیؒ (م-۴۸۹ھ) نے بیان کیا ہے: اس بات پر اتفاق ہے کہ

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

رُخِّصَ لَنَا أَنْ نَفْعَلَ كَذَا (ہمیں رخصت دی گئی کہ ہم یہ فعل کریں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہوگا (۳۲)۔اس سے یہی مراد لی جائے گی کہ کسی فعل میں رخصت دینے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ایک اور شافعی اصولی ابواسحاق شیرازیؒ (م-۴۷۶ھ) نے بھی اس پر علماء کا اتفاق بیان کیا ہے (۳۳)۔لہٰذا ایسے مجہول صیغوں والی روایت حجت ہے۔

اسلامی قانون میں کسی چیز کو واجب، مباح، حرام یا حلال قرار دینا اور کسی شرعی امر میں میعاد مقرر کرنا وغیرہ کا اختیار اللہ تعالیٰ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے کسی اور کی طرف ایسی روایت کی اضافت کر دی جائے تو پھر نبی اور غیر نبی میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقنّن یعنی قانون ساز ہونے کی ایک دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِىْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (۳۴)

”جو (حضرت محمد) رسول (اللہ) نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھیراتے ہیں، اور ان پر سے وہ بوجھ (جو اُن کے سر پر پڑا ہوا تھا) اور وہ زنجیریں (جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے) اتارتے ہیں، لہٰذا جو لوگ ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم اور ان کی مدد کی، اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی، وہی لوگ کامیاب وکامران ہیں۔“

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے صراحت فرما دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیتے ہیں، انہیں بُرے کاموں سے روکتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاک چیزوں کو اُن کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھیراتے ہیں۔

راوی صحابی نے کسی چیز کے حکم کا ذکر کرتے ہوئے وجوب، حرمت، اباحت اور رخصت کے الفاظ اس وقت ہی استعمال کیے تھے جب صحابی نے یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا حکم سنا جس کے وجوب یا حرمت یا اباحت یا رخصت مراد لینے پر احوالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماعِ صحابہؓ دلالت کرتے ہوں۔

دینی روایات کے اوّلین راوی صحابہ کرامؓ کا مقصد دین کو اگلی نسلوں تک پہنچانا تھا۔ان سے یہ بعید ہے کہ وہ محض اپنے احتمال سے یہ روایت کر دیں کہ ہمارے لیے فلاں چیز واجب یا حرام یا مباح کر دی گئی تھی یا ہمیں فلاں چیز میں رخصت دے دی گئی تھی، اور واقعہ یہ ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب، حرمت، اباحت اور رخصت وغیرہ کے الفاظ بیان ہی نہ

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

فرمائے ہوں۔

کلامِ آخر:

اس مسئلہ میں جمہور علماء کا موقف ان کے نسبتاً قوی دلائل کی بنا پر لائقِ ترجیح نظر آتا ہے۔تمام صحابہ کرامؓ عدول تھے۔ ان کی عدالت کا تقاضا ہے کہ انہوں نے جو بیان کیا، برحق بیان کیا اور جو روایت کیا سچا روایت کیا۔ وہ اہل زبان تھے۔انہوں نے اَوامر کو اَوامر اور نواہی کو نواہی ہی بیان کیا۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اَمر یا نہی کا صیغہ استعمال کر کے وہ احکامِ شریعت کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ان کا مقصد کسی فعل کے شرعی طور پر کرنے یا اس سے باز رہنے پر دلیل و حجت قائم کرنا تھا۔اَمر اور نہی کی اضافت ایسے آمر اور ناہی کی طرف کی جاتی ہے جس کا اَمر و نہی شریعت میں حجت ہو،اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ایسی مجہول صیغہ والی روایت کو مرفوع مانتے ہوئے حجت تسلیم کیا جائے گا۔جو چیز صحابہ کرامؓ پر واجب تھی وہ ہم پر بھی واجب ہے اور جو چیز اُن پر حرام تھی وہ ہمارے لیے بھی حرام ہے۔لہٰذا جب صحابہؓ نے کسی چیز کے بارے میں بیان کیا کہ وہ ان کے لیے مامور بہ (جسے کرنے کا کہا جائے) یا منہی عنہ (جس سے منع کیا جائے) تھی تو وہ چیز ہمارے لیے بھی مامور بہ یا منہی عنہ ہے۔ہم نے دین کے تمام اَوامر و نواہی صحابہؓ سے لیے ہیں جنھوں نے یہ سب اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔

This document was created by an application that isn't licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سنن أبی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب رد السلام فی الصلوۃ، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، ۱/۳۲۷

۲۔ الموطا، کتاب الجامع، باب ما جاء فی المهاجرة، اسلامی اکادمی اردو بازار لاهور، ۱۴۰۲ھ، ص ۶۳۳

۳۔ مقدمة فی أصول الحدیث، عبدالحق بن سیف الدین بن سعد الله الدهلوی، دارالمشائر الإسلامية بیروت ۱۹۸۶ء، ص ۳۳

۴۔ منهج النقد فی علوم الحدیث، نور الدین عتر، دارالفکر دمشق سورية، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، ص ۲۷

۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ)، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب فضائل أصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم، مکتبه تعمیر انسانیت، اردو بازار لاهور، ۱۹۷۹ء، ۱/۳۷۷

۶۔ سمعانی، ابوالمظفر منظور بن محمد (م-۴۸۹ھ)، قواطع الأدلة، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، ۱/۳۹۳۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی (م-۸۵۲ھ)، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفة، بیروت، ۷/۴

۷۔ مسلم بن الحجاج، ابوالحسین قشیری (م ۲۶۱ھ)، صحیح مسلم بشرح النووی، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء، ۱۶/۸۴

۸۔ صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب التکبیر أیام منی، ۱/۳۹۸

۹۔ حوالہ بالا، کتاب الأذان، باب الأذان مَثنی ومَثنی، ۱/۲۸۵

۱۰۔ حوالہ بالا، کتاب الأذان، باب وضع الیمین علی الیسریٰ فی الصلوٰۃ، ۱/۳۲۷

۱۱۔ حوالہ بالا، کتاب الصلوٰۃ، أبواب تقصیر الصلوٰۃ، باب الخصر فی الصلوٰۃ، ۱/۴۷۰

۱۲۔ حوالہ بالا، کتاب الحیض، باب الطیب للمرأۃ عند غسلها من المحیض، ۱/۱۹۳

۱۳۔ حوالہ بالا، کتاب الجنائز، باب إتباع النساء الجنازة، ۱/۴۸۷

۱۴۔ ابن ماجہ، سنن إبن ماجه، کتاب الطهارة وسننها، باب ماجاء فی وجوب الغسل إذا التقی الختانان، اهلحدیث اکادمی اردو بازار لاهور، ۱/۱۷۱

۱۵۔ اِکسال یعنی کسی نے بیوی سے جماع کیا لیکن انزال نہیں ہوا۔

۱۶۔ مرفوع: وہ قول، فعل، تقریر یا صفت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو اور جسے کوئی صحابی بیان کرے۔ معجم اصطلاحات حدیث، ص ۳۳۱

۱۷۔ جصاص، اصول الجصاص، دارالکتب العلمیة، بیروت لبنان ۱۴۲۰ھ/۲۰۰۰ء، ۲/۶۴۔ عبدالعزیز بخاری، کشف الأسرار عن اصول فخر الإسلام البزدوی، الصدف پبلشرز کراچی، ۲/۵۶۵۔ جوینی، عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف (م-۴۷۸ھ)، البرهان فی اصول الفقه، الشیخ خلیفة بن احمد آل ثانی امیر دولة قطر، ۱۳۹۹ھ ۱/۴۱۷۔ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید (م-۴۵۶ھ)، الإحکام فی اصول الأحکام، ادارة الترجمة و التالیف، فیصل آباد، ۱۴۰۴ھ، ۲/۷۲۔ سرخسی، ابوبکر محمد بن احمد (م-۴۵۰ھ)، المحرر فی أصول الفقه، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، ۱/۲۸۴۔ شیرازی، ابواسحاق ابراہیم بن علی (م-۴۷۶ھ)، التبصرة فی أصول الفقه، دار الفکر، دمشق، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء ص ۳۳۱۔ شوکانی، محمد بن علی (م-۱۲۵۰ھ)، ارشاد الفحول إلی تحقیق علم الأصول، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء، ص ۹۳۔ غزالی، محمد بن محمد (م-۵۰۵ھ)، المستصفیٰ فی علم الأصول، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء، ص ۱۰۵۔ بصری، ابوالحسین محمد بن علی المعتزلی (م ۴۳۶ھ)، المعتمد فی أصول الفقه، دارالکتب العلمیة، بیروت ۱۴۰۳ھ، ۲/۱۷۳

۱۸۔ النساء ۴:۵۹

۱۹۔ سنن إبن ماجه، کتاب الکفارات، باب إبرار المقسم، ۲/۱۲۹

۲۰۔ حوالہ بالا، کتاب التجارات، باب بیع المجازفة، ۳/۱۶۷

۲۱۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکر عبداللہ بن محمد (م-۲۳۵ھ)، کتاب المصنّف فی الأحادیث و الآثار، کتاب الحدود، فی السوط من

This document was created by an application that isn’t licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

یأمر به أن یدق دارالفکر، بیروت ،۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء، ۵۳۹/۶

۲۲۔ *ابن الأثیر، ابوالسعادات مبارک بن محمد بن عبدالکریم* (م-۶۰۶ھ)، **جامع الأصول من احادیث الرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم**، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء ،۴۹/۱

۲۳۔ *مُسْنَد وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متّصل ہو۔ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسند وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے لیکن اس کے لیے اتصال ضروری نہیں ہے۔ایک رائے یہ ہے کہ متّصل ہر وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو لیکن مروی عنہ یعنی جس سے روایت کیا جا رہا ہے اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو۔صحابی و تابعی تک متصل سند والی روایت بھی مسند ہے۔اصول حدیث مصطلحات وعلوم جلد ا،ص ۸۰۔۷ معجم اصطلاحات حدیث،ص ۳۴۰*

۲۴۔ *ابن حاجب، عثمان بن عمرو بن ابی بکر* (م ۶۴۶ھ)، **منتهیٰ الوصول و الأمل فی علمي الأصول والجدل**، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء ص ۸۲۔ *آمدی، ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد* (م ۶۳۱ھ)، **الإحکام فی اصول الأحکام**، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ۳۲۵/۲۔ **ارشاد الفحول** ص ۹۳۔ *طوفی، سلیمان بن عبدالقوی* (م-۷۱۶ھ)، **شرح مختصر الروضة**، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء، ۱۹۲/۲۔ **المعتمد فی أصول الفقه** ، ۱۷۳/۲۔ **التبصرة فی أصول الفقه**، ص ۳۳۱۔ **قواطع الادلّة فی الأصول** ، ۳۱۴/۱۔ **المستصفیٰ**، ص ۱۰۵۔ *ارموی، سراج الدین محمود بن ابی بکر* (م-۶۸۲ھ)، **التحصیل من المحصول** ، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، ۱۴۴/۲۔ *سمرقندی، علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد* (م-۵۳۹ھ)، **میزان الأصول فی نتائج العقول** ، مکتبة دارالتراث، قاهرة ،۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء، ص ۴۴۷۔ *ابن حجر، احمد بن علی عسقلانی* (م-۸۵۲ھ)، **نزهة النظر شرح نُخبة الفکر فی مصطلح أهل الأثر**، المکتبة العلمیة، مدینة منوّرة ، ص ۵۷۔ *خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی* (م-۴۶۳ھ)، **الکفایة فی علم الروایة**، دار الکتب العلمیة، بیروت ، ص ۴۲۱۔ *ابن الصلاح ، ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن* (م-۶۴۳ھ)، **علوم الحدیث المشهور به مقدمة إبن الصلاح**، المکتبة العلمیة، مدینة منوّرة ، ۱۹۷۲ء، ص ۴۵۔ *سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن أبی بکر* (م-۹۱۱ھ)، **تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی** (م-۶۷۶ھ)، دار نشر الکتب الإسلامیة، شیش محل روڈ لاہور، ۱۸۸/۱

۲۵۔ الکفایة، ص ٤٦ ۔ تدریب الراوی، ۲/ ۲۱٤ ۔ علوم الحدیث ، ص ۲۶۴۔ *عراقی ،زین الدین عبدالرحیم بن الحسین شافعی* (م-۸۰۲ھ)،التقیید و الإیضاح شرح مقدمة ابن الصلاح (م-۶۴۳ھ)، المکتبة السلفیة، مدینة منوّرة ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، ص ۳۰۱۔ **جامع الأصول**، ۷۳/۱۔ *صنعانی، محمد بن اسماعیل الأمیر الحسنی* (م-۱۱۸۲ھ)، **توضیح الأفکار لمعانی تنقیح الأنظار** ، داراحیاء التراث العربی، ۱۳۶۶ھ، ۱۹۰/۲۔ *آمدی*، الإحکام فی أصول الأحکام، ۳۲۰/۲۔ *ابن حزم*، الإحکام فی أصول الأحکام، ۸۹/۵۔ شرح مختصر الروضة، ۱۸۰/۲۔ المستصفیٰ فی علم الأصول ،ص ۱۳۰۔ البحر المحیط فی أصول الفقه، ۲۹۹/۴۔ **ارشاد الفحول**، ص ۱۲۶۔ **تیسیر التحریر** ، ۶۴/۳۔ *بنانی، عبدالرحمٰن بن جاداللہ* (م-۱۱۹۸ھ)، **حاشیة العلامة البنانی** علی شرح الجلال شمس الدین محمد بن احمد المحلی (م-۸۶۴ھ) علی متن جمع الجوامع لتاج الدین عبد الوهاب ابن السبکی (م-۷۷۱ھ) دارالفکر، ۱۹۸۲ء/۱۴۰۲ھ، ۱۶۷/۲۔ **شرح الکوکب المنیر**، ۴۷۳/۲۔ *ابن قدامه، ابومحمد عبداللہ بن احمد* (م-۶۲۰ھ)، روضة الناظر و جُنّة المناظر فی أصول الفقه علی مذهب الإمام احمد بن حنبل، مطبعة سلفیة ،مصر، ۱۳۴۲ھ، ۳۰۰/۱۔ *عبدالعزیز بخاری*، **کشف الأسرار**، ۵۵۹/۲-۵۶۰

۲۶۔ **صحیح بخاری، کتاب الأذان، باب الأذان مَثنی مَثنی، ۲۸۵/۱**

۲۷۔ **سنن إبن ماجه، المقدمة، کتاب السنّة ،باب التوقی فی الحدیث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، ۲۳/۱**

۲۸۔ *حوالہ بالا* ، **المقدمة، کتاب السنّة ،باب التوقی فی الحدیث عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، ۲۲/۱، ۲۳**

۲۹۔ **صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب الطیب للمرأة عند غسلها من المحیض، ۱۹۴/۱**

۳۰۔ **مسلم ، صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة، نعمانی کتب خانه، اردو بازار لاهور، ۱۹۸۱ء، ۳۸۹/۱**

۳۱۔ **میزان الأصول**، ص ۴۴۷

۳۲۔ **قواطع الأدلة ، ۳۸۸/۱**

۳۳۔ **التبصرة فی أصول الفقه** ، ص ۳۳۱

۳۴۔ **الأعراف ۷: ۱۵۷**

This document was created by an application that isn’t licensed to use novaPDF.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.